غـــزلیں

ڈاکٹر ہلال فرید

○

سب دوست گئے چھوڑ، سرِ دار ہمیں ہیں
سر اپنا کٹا دینے کو تیار ہمیں ہیں

راہیں جو کیا کرتے تھے ہموار ہمیں ہیں
اب راہ میں بے یار و مددگار ہمیں ہیں

اک خواب لیے آنکھ میں بیدار ہمیں ہیں
کیا خوب کہا آپ نے بیکار ہمیں ہیں

ہر شب کو اُٹھاتے جو آزار ہمیں ہیں
جو صبح سجا دیتے ہیں گلزار ہمیں ہیں

پہنچے ہیں سب اُس پار، اب اِس پار ہمیں ہیں
ہم تو یہ سمجھتے تھے سمجھدار ہمیں ہیں

تب آپ کے دیدار کو لگتی تھیں قطاریں
اب آپ ہیں اور طالبِ دیدار ہمیں ہیں

زاہد تو ہمیشہ سے ہے کردار سے خالی
ہیں رِند مگر صاحبِ کردار ہمیں ہیں

افسوس یہی بات تو سمجھے نہ کبھی آپ
ہیں ڈھال بھی ہم آپ کی تلوار ہمیں ہیں

اب وقت پڑا ہے، کوئی پوچھے تو کہاں ہیں
وہ لوگ جو کہتے تھے وفادار ہمیں ہیں

ہر قید کو توڑا ہے زمانے کی، مگر ہاں!
اُس شوخ کی زلفوں کے گرفتار ہمیں ہیں

کہنے کو ہلالؔ آپ ہیں شاعر بہت اچھے
سنتے تو مگر آپ کے اشعار ہمیں ہیں

لندن (انگلستان)

اختر شاہجہاں پوری

○

ازل سے آج تک بکھرا ہوا ہوں
مگر اب میں سمٹنا چاہتا ہوں

مجھے معلوم ہے انجام اپنا
اگرچہ آج مہتابِ وفا ہوں

کوئی منسوخ رسم الخط ہو جیسے
میں لوحِ زندگی پر یوں لکھا ہوں

جلا بخشو مجھے آئینے جیسی
غبارِ غم سے دھندلا ہو چکا ہوں

چلیں گی ہر طرف تازہ ہوائیں
دریچوں کی طرح میں کھل گیا ہوں

کسی میدان میں تنہا شجر سا
مقابل آندھیوں کے میں کھڑا ہوں

وہ ہاتھ آ کر نکل جاتے ہیں اخترؔ
میں لمحوں کا تعاقب کر رہا ہوں

رنگین چوپال، شاہجہاں پور (یوپی)